# نظـــرات

ملکی حالات کے پیش نظر حکومت ہر طرح کے اصلاحی اقدامات کرنے میں کوشاں ہے۔ معاشرتی بہبود اور اقتصادی خوشحالی کو فروغ دینے کے لئے اصلاحات کی وقتی اور فوری کوششوں کے علاوہ بعض بنیادی اصلاحات کے طویل المیعاد منصوبوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان اصلاحات میں سب سے زیادہ اہم اور بنیادی مسئلہ تعلیم کی اصلاح کا مسئلہ ہے۔ اس لئے کہ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جس سے افراد کے دل و دماغ کی تربیت ہوتی ہے۔ اب تک ہمارے ملک میں جس قسم کی تعلیم رائج رہی ہے اس کے متعلق عام تاثر یہی ہے کہ وہ ہمارے عظیم تر دینی و دنیوی مقاصد سے نہ صرف یہ کہ ہم آہنگ نہیں بلکہ الٹے تباہ کن اثرات کی حامل ہے۔ اس لئے موجودہ نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ اس میں دینی و اخلاقی تعلیم کا عنصر برائے نام اور محض بے اثر ہے، جب کہ دین اور اسلامی علوم کو ہمارے نظام تعلیم کی اساس ہونا چاہئے تھا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی اور دینیات کی تعلیم کا ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ ہر طالب علم کا ذہن اسلامی سانچے میں ڈھل جائے، عملی طور پر اس کی زندگی اسلامی اقدار کا نمونہ ہو، اس کے اندر اسلامی روح اس طرح بیدار ہوجائے کہ وہ خود کو ایک عظیم ملت کا فرد تصور کرے۔ اس کے اندر یہ شعور پیدا ہو کہ وہ ایک ایسی امت کا رکن ہے جس کو پروردگار عالم نے ایک خاص مشن کی تکمیل کے لئے منتخب کیا ہے ، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر، وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداءَ علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا اس کا طرہ امتیاز ہے۔

پورے ملک میں یکساں نظام تعلیم رائج ہونا اس لئے ضروری ہے کہ مختلف علاقوں کے رہنے والوں میں وحدت فکر پیدا ہو۔ وحدت فکر کے لئے

دینی تعلیم کے سوا کوئی دوسرا طریقہ موثر کردار ادا نہیں کرسکتا ، دین ہی وہ کلمہ جامعہ ہے جو مختلف عناصر کو یکجا اور متحد کرتا ہے۔

علوم جدیدہ کو علوم دینیہ کے ساتھ هم آهنگ بنانا وقت کی ایک اهم ضرورت ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ھمارے ملک کی یونیورسٹیوں کا نصاب تعلیم (کم از کم آرٹس سیکشن میں) حالات حاضرہ کے پیش نظر فرسودہ ھوچکا ہے ۔ یہی حال دینی مدارس کے نصاب کا ہے ۔ ان مدارس میں علوم نقلی کو چھوڑ کر علوم عقلی کا نصاب مکمل تبدیلی کا متقاضی ہے ۔ محکمہ اوقاف نے جامعہ اسلامیہ یا اسلامی یونیورسٹی کے نام سے جو درسگاہ قائم کی ہے اس کا نصاب ایسا ھونا چاهئے کہ اس جامعہ کے محصلین دوسری جامعات کے محصلین کے دوش بدوش مقابلے کے استحانات میں بیٹھ سکیں۔ تعلیم کا اولین مقصد یہ ہے کہ طالب علم کی صلاحیتیں اجاگر ھوجائیں اور اس کی لیاقت کے سوتے کھل کر وسیع ھوجائیں ۔ تاکہ عملی زندگی میں ملازمت کے علاوہ دوسرے میدانوں میں نمایاں کارنامے انجام دے سکے ۔

آج کل نئی پود کے ذھنوں پر اثر انداز ھونے والے تین ادارے ھیں ۔ اخبار ، ریڈیو اور ٹیلیویژن ۔ ان اداروں کو چاهئے کہ تعلیمی مفاد کو تفریحی مقاصد پر ترجیح دیں ۔ اب وقت آگیا ہے کہ دوسری اقوام کی نقالی کریں تو بھی ان پہلوؤں کو نظرانداز نہ کریں جن سے معاشرے کی بھلائی وابستہ ھو، مخرب اخلاق مناظر اور انسانیت کش جرائم کی تشھیر سے کوئی فائدہ نہیں ھوتا ۔ محض نظام تعلیم اور ماحول کی تبدیلی سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ھوسکتے ۔ جب تک سب مل کر کوشش نہیں کریں گے اصلاح حال کا مقصد پورا نہیں ھوگا ۔ اور چونکہ سب سے بالادست حکومت کی مشینری ھوتی ہے اس لئے سب سے بڑی ذمہ داری حکومت کی ہے۔ وھی ان مختلف اداروں میں ربط و هم آهنگی پیدا کر کے ملی مفاد کے حامل اس مقصد کو پورا کر سکتی ہے ۔